

ڈاکٹر محمود الحسن صاحب عارف

استاذ القراء قاری ابو محمد محی الاسلام پانی پتی

اور

ان کی خدمات

آج عوام الناس پانی پت کا نام ان تین جنگوں کی وجہ سے جانتے ہیں جو اس کے میدانوں میں مدعیان سلطنت کے مابین لڑی گئیں اور جنہوں نے تین بار ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ فوجیوں کے حق میں دیا۔ تاہم پانی پت میں حق و باطل اور کفر و اسلام کی ایسی جنگ بھی عرصے سے لڑی جا رہی ہے جس کی صدائے بازگشت اس وقت پاکستان اور ہندوستان کے ہر شہر میں سنی جاسکتی ہے۔ کفر و اسلام اور نور و ظلمت کی یہ جنگ قرآنی مکتب و مدارس کی شکل میں برصغیر پاک و ہند کے گوشے گوشے تک پہنچ چکی ہے۔ اس رزم گاہ کو سب نے میں پانی پت کے درویش صفت قاریوں اور حافظوں نے نمایاں حصہ لیا۔ اسی بنا پر اس وقت قرآن پڑھنے اور پڑھانے کے ایک خاص انداز کو ”پانی پتی“ قرار دیا جاتا ہے۔

”درویشوں اور قاریوں“ کے شہر پانی پتی کی خاک سے یوں تو صد ہا ارباب علم و دانش نے جنم لیا اور سینکڑوں صاحبان فکر و فن نے اس کے آغوش تربیت میں جگہ پائی۔ جن کا تذکرہ ہندوستان کی تاریخ کا گراں قدر سرمایہ ہے۔ مگر ان میں چند ارباب فن ایسے ہیں۔ جو اپنے علمی کارناموں کی بدولت حیات دوام کا درجہ حاصل کر چکے ہیں استادان فن کی اس فہرست میں استاذ القراء قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی کا نام نامی بھی زینت اوراق ہے۔ قرآن مجید کے درس و تدریس اور تفسیر مظہری کی طباعت و اشاعت کے لئے ان کی کوششیں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

قاری صاحب علمی خاندان، خاندان عثمانی کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے مخدوم شیخ جلال الدین عثمانی چشتی (المتوفی ۵۶۵ھ / ۱۱۳۶ء) سے ان کے صاحبزادے مخدوم محمد ابراہیم کے توسط سے جانتا ہے۔ تفصیل اس طرح ہے :-

قاری محی الاسلام بن الحاج قاضی محمد مفتاح الاسلام بن مولوی حافظ محمد بدر الاسلام بن شیخ

محمد فخر الدین معروف بہ غلام مجدد بن شیخ غلام شمس الدین بن شیخ محمد عظیم بن شیخ جلال الدین بن شیخ سعید الدین بن مولوی شیخ عبدالقدوس بن شیخ خلیل اللہ بن مفتی عبدالسمیع بن شیخ حبیب اللہ بن شیخ حسین عرت منا بن خواجہ محفوظ بن خواجہ احمد بن خواجہ ابراہیم بن شیخ جلال الدین عثمانی۔
مخدوم شیخ جلال الدین نے اپنے فرزند ارجمند مخدوم محمد ابراہیم کو ان کی بیباقت و دانائی کو دیکھ کر یہ خوشخبری سنائی تھی کہ

در نسل تو ہمیشہ علم خواہند بود
تمہاری نسل میں ہمیشہ علماء ہوتے رہیں گے
خاندان عثمانی کے ایک جلیل القدر عالم اور شہرہ آفاق مصنف قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (د ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) اپنی ایک تحریر میں مولوی نعیم اللہ بڑاچھی (د ۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۲ء) کو لکھتے ہیں کہ مخدوم جلال الدین کی اس پیشین گوئی کا یہ اثر ہے کہ ہمارے اس خاندان سے علم ظاہر کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا۔ اور ہر دور میں اس خاندان کے علماء متنازع و فائق نظر آتے ہیں۔

قاضی صاحب قدس سفر کے استاد و مربی حضرت مرزا جان جاناں شہید (د ۱۲۹۵ھ / ۱۸۱۰ء) قاضی صاحب کے بڑے صاحبزادے قاضی احمد اللہ کے نام اپنے ایک مکتوب میں "علوم ظاہری" کو ان کی آبائی وراثت (میراث) قرار دیتے ہیں۔ جس سے اس خاندان کی علمی روایات کا از خود اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے اس مقالے کے موضوع قاری ابو محمد محی الاسلام اپنے والد ماجد مفتاح الاسلام عثمانی (د ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۴ء) کے توسط سے قاضی محمد کلیم اللہ بن مولوی دلیل اللہ بن قاضی صاحب (اور اپنے ایک جدا علی شیخ فخر الدین ابن مسماة نشاط بیگم بنت قاضی صاحب) کے توسط سے قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی مصنف تفسیر مظہری کی اولاد میں ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔

قاری محی الاسلام نے اس علمی خاندان میں ۱۲۱۹ھ / ۱۸۰۴ء میں پانی پت میں اس وقت آنکھ کھولی جب ہندوستان کے طول و عرض میں برطانوی حکومت کا آفتاب نصف النہار پر تھا اور مسلمانوں کی جدوجہد آزادی سامراج کے ظلم و ستم کے سامنے دم توڑتی دکھائی دیتی تھی۔

حصول تعلیم قاری صاحب نے اپنے آبائی شہر پانی پت ہی میں قرآن مجید حفظ کر کے اپنی علمی زندگی کا آغاز کیا

۱۔ بشارت مظہریہ (قلمی) ۱۴۷ھ سے مولوی نعیم اللہ بڑاچھی: بشارت مظہریہ، قلمی، مملوکہ مقالہ نگار ورق ۱۶۷

۲۔ عبدالرزاق قریشی: مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں، بمبئی ۱۹۶۶ء

۳۔ قاری ابو محمد محی الاسلام: تعارف تفسیر مظہریہ، قلمی، مملوکہ مقالہ نگار ص ۱۔

ان کے استاد پانی پت کے مشہور نابینا بزرگ "قاری عبد الرحمن" اعلیٰ دم ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۱ء تھے۔ جو قاری نجیب اللہ پانی پتی اور قاری عبد الرحمن محدث پانی پتی کے نامور تلمیذ تھے۔ انیسویں صدی کے اسی اختتامی حصے میں انہوں نے بقیہ علوم تجوید و قرأت کی تکمیل کی۔ وہ قرأت عشرہ متواترہ کے جید عالم اور فاضل استاد تھے۔

تدریس | درس نظامی اور قرأت عشرہ کی تکمیل کے بعد انہوں نے پانی پت میں ہی درس و تدریس کا آغاز کر دیا۔ پانی پت اس وقت اپنی تعلیم و تدریس قرآن کی خدمات کے باعث پورے ہندوستان بھر میں شہرت و قبولیت کے اوج کمال پر پہنچا ہوا تھا اور یہاں حصول علم کے لئے آنے والے طالب علموں اور مشتاقان علم کی کمی نہ پانی پت میں تدریس قرآن آگے بڑھنے اور قاری صاحب کی خدمات جلیلہ پر تبصرہ کرنے سے پہلے مناسب کی تحریک کا پس منظر معلوم ہوتا ہے کہ پانی پت میں "تدریس قرآن" کی تحریک کا پس منظر بیان کر دیا جائے

بارھویں صدی ہجری / اٹھارھویں صدی عیسوی کے وسط کا یہ واقعہ ہے کہ پانی پت کا ایک نوجوان مصلح الدین حسب معمول شب براءت کی آتش بازی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ پھر چاک ایک ایسا حادثہ پیش آیا کہ جس سے اس نوجوان کی مکمل طور پر کایا پلٹ گئی۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ اس آتش بازی کے کھیل میں ان کے ہاتھوں سے ایک قیمتی جان تلف ہو گئی۔ نوجوان مصلح الدین کو سرکاری احتساب کا ڈر عسوس ہوا۔ اور اس طرح یہ کھنڈر نوجوان وطن سے بے وطن ہو کر حجاز مقدس میں جوار رسول علیہ التجیۃ والسلام میں جا پہنچا۔ وہاں اس کی ملاقات ایک اور ہم وطن نسیم احمد رامپوری سے ہو گئی۔ دونوں نے مل کر تہیہ کر لیا کہ "مدینۃ النبی" سے قرأت کافن سیکھ کر وطن واپس لوٹیں گے۔ چنانچہ دونوں نوجوانوں نے قاری القراء شیخ الحرم عبید اللہ مدنی کی خدمت میں حاضری دی۔ اور ان کی خدمت میں پندرہ سال رو کر سبقاً سبقاً اور حرفاً حرفاً قرآن مجید اور علوم قرأت و تجوید کی تحصیل کی۔ پندرہ برس کے بعد یہ دونوں اپنے فن میں استاد کامل بن کر وطن واپس لوٹے۔ اور یوں ہندوستان کو دو صالح اور صحیح الجذبہ نوجوان، مابہر قرأت مہیر آئے۔

قاری نسیم احمد رامپوری نے اپنے وطن رامپور میں اور قاری مصلح الدین نے اپنے مولد و مسکن پانی پت میں تدریس قرأت کا آغاز کیا۔ قاری نسیم احمد نے اپنی زندگی میں سیکڑوں لوگوں کو قرأت پڑھائی۔ مگر قاری مصلح الدین نے فقط اپنے ایک بیٹے قاری عبید اللہ عرف قاری لالہ اور اپنی ایک صاحبزادی کو یہ فن سکھایا۔ ان کے یہ دونوں شاگرد اپنے فن میں اس قدر ماہر اور پختہ تھے کہ ہر کوئی انہیں سن کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔

ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلا۔ ایک شمع نے دوسری شمع جلائی۔ "پانی پت" کے حفاظ اور قراء پورے ہندوستان میں مقبول اور مشہور ہو گئے۔ اور یوں قرآن مجید پڑھنے اور قرأت قرآنیہ کے درس و

تدریس کے اس سلسلے کا نشوونما جاری رہا۔ جو اپنے موسس کے مولد و مسکن سے مناسبت کی بنا پر ”پانی پتی“ کہلایا۔

”پانی پتی“ لہجے اور ”تدریس“ کو آگے بڑھانے میں پانی پت کے سیکڑوں حفاظ و قراء اور قاریات نے حصہ لیا۔ اس ضمن میں قاری مصلح الدین عباسی (م ۱۲۵۴ھ / ۱۸۴۱ء) قاری عبداللہ، عرف قاری لالہ (م ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء) حافظ محمد زبیر عرف مالی (م ۱۲۵۴ھ / ۱۸۴۱ء) قاری خدابخش انصاری (پیدائش ۱۱۹۱ھ / ۱۷۷۷ء) قاری محمدی انصاری، حافظ اکرام اللہ انصاری (م ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء) قاری احمد انصاری (م ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء) حافظ شمس الاسلام عثمانی (م ۱۲۸۴ھ / ۱۸۷۰ء) قاری محمد علی عثمانی (م ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء) حافظ محمد علی انصاری (م ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء) حافظ نجم الاسلام عثمانی (م ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء) حافظ بدر الاسلام عثمانی (م ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء) حافظ ممتاز علی انصاری (م ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء) قاری کبیر الدین (م ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء) قاری نجیب اللہ عثمانی (م ۱۳۱۰ھ / ۱۸۸۲ء) قاری عبداللہ انصاری (م ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء) حافظ مرید حسین عثمانی (م ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء) شیخ القراء قاری عبدالرحمن محدث پانی پتی۔ قاری عبدالرحیم انصاری (م ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء) قاری نور اللہ عثمانی (م ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء) قاری عبدالعلیم انصاری، حافظ محمد علی انصاری اور قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی وغیرہ کے اسمائے گرامی پیش کئے جاسکتے ہیں یہ جنہوں نے تمام زندگی قرآن مجید اور علوم قرآن کی نشر و اشاعت میں بے مکرر دی۔

قاری ابو محمد محی الاسلام کی تدریس | اس طرح جب قاری ابو محمد محی الاسلام کا زمانہ آیا تو اس وقت پانی پت میں یہ سحر یک زوروں پر تھی۔ پانی پت کے ہر گھر سے قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کی آوازیں آیا کرتی تھیں۔ اس شہر کے مرد و تو مرد رہے اس کی خواتین بھی اس ”اشوق“ میں مردوں سے پیچھے نہ تھیں۔ چنانچہ ہمیں متعدد قاریات کا پتہ چلتا ہے جو باقاعدہ اپنے اپنے گھروں میں قرآن مجید اور علوم قرأت پڑھایا کرتی تھیں ان حالات میں قاری ابو محمد مرحوم نے بھی ”مسند درس“ کو زینت دی اور پانی پت کے اپنے طویل دور قیام میں قرآن مجید اور علوم قرأت قرآن مجید ہی پڑھاتے رہے۔ جس کا زمانہ پچاس سال کے قریب تخمینہ کیا جاسکتا ہے الغرض انہوں نے ایک طویل زمانہ قرآن مجید اور علوم قرآن کی ترویج و اشاعت میں بسر کر دیا اور پھر تقسیم ملک کے بعد وکٹوریہ میں اپنی وفات (۱۹۵۳ء) تک یہی فرائض انجام دیتے رہے۔

قاری ابو محمد محی الاسلام کے تلامذہ | پانی پت کے نصف صدی کے قریب ان کے دو تدریس میں سیکڑوں

طوقراندے ان کے فیض تربیت سے علوم قرأت و تجوید کی تکمیل کی۔ تاہم اس میں دوشا اگر دسب سے اور ممتاز تھے۔

قاری شیر محمد | قاری شیر محمد صاحب اپنے وقت کے بہترین حافظ اور حبیب قاری تھے مگر بد قسمتی سے اپنے استاد کی زندگی میں انتقال کر گئے جس کا قاری ابو محمد کو ہمیشہ افسوس رہا۔

قاری فتح محمد پانی پتی (نابینا) | قاری ابو محمد محی الاسلام کے دوسرے نامور شاگرد قاری فتح محمد صاحب تھے۔ جو بلاشبہ پانی پتی قراء و حفاظ کے ”رئیس قافلہ“ اور ”سالار کاررواں“ ہونے کا شرف رکھتے ان کے فخر کے لئے کیا یہ کم ہے کہ انہی کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد اس پاکستان میں اور بعض عرب (مثلاً السعودیہ وغیرہ) میں زینت مدارس ہیں۔

قاری فتح محمد صاحب نے بھی یوں تو سیکڑوں حفاظ اور قراء کو پڑھایا مگر ان کے لائق ترین شاگرد یا رحیم بخش صاحب ملتان تھے۔ جنہوں نے تمام زندگی خیر المدارس میں قرآن مجید اور علوم قرأت پڑھانے بسر کی۔ اور جن کے شاگرد فی الوقت پورے ملک میں ہر طرف کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں۔ اس وقت جگہ قاری محمد طاہر صاحب خدمات ندریس بجالا رہے ہیں۔ اس طرح ان کا فیض جاری ہے اور جاری رہے گا۔

قاری محمد محی الاسلام | ذاتی تصانیف: قاری ابو محمد محی الاسلام ایک اچھے مصنف بھی تھے ان کی تصنیفی خدمات کی دو کتابیں، ان کی یادگار کے طور پر محفوظ ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ شرح سبع قرأت۔ قرأت قرآن کا موضوع، اسلامی موضوعات میں اہم ترین اور وسیع ترین موضوعات نامل ہے۔ اس موضوع پر متعدد علماء و ادیب تحقیق دے چکے ہیں جن میں سے علامہ سیوطی، امام المشاطی، علامہ فی اور علامہ الجزری وغیرہ کی کتابیں نسبتاً زیادہ مقبول ہیں۔ قاری ابو محمد محی الاسلام بھی اسی موضوع پر ”سبع قرأت“ کے نام سے ایک جامع کتاب مرتب کی ہے۔ اس میں قرأت کے بنیادی قواعد و رموز پر گفتگو کی ہے۔ بقول قاری محمد طاہر صاحب ”آج تک لکھی جانے والی کوئی کتاب نہ اس کا مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ اس کا بن سکتی ہے“

اس کی جلد اول مصنف نے اپنی زندگی میں طبع کی جب کہ دوسری جلد ان کے صاحبزادے پروفیسر محمد علی عثمانی سب دہیڈ ماسٹر ایچی سن سکول لاہور کی کوششوں سے عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہوگی۔

۲۔ شجرہ سبہ قرأت | اس شجرہ میں فاضل مصنف نے اپنی ذات سے شروع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنا سلسلہ سند پہنچایا ہے۔ اس شجرہ میں علاوہ سند کے، اپنے شاگردوں کو کچھ مفید نصیحتیں لکھی ہیں۔ مثلاً لکھا ہے کہ ”وہ قرآن مجید کی لوحہ اللہ خدمت کریں۔ جواہل ہو اُس کو تباہی میں ہرگز بخل اور نا اہلوں کے درپے نہ ہوں۔ نیز اہل مقدور اور غیر مستطیع تلامذہ میں فرق نہ کریں“ وغیرہ۔ یہ شجرہ چھپ چکا ہے۔

(ب) تفسیر مظہری کی اشاعت۔ ان دو تصانیف کے علاوہ قاری صاحب کا علمی و تفسیری د سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ”تفسیر مظہری“ کی طباعت کا بیڑا اٹھایا اور اس کی اشاعت بظاہر ناممکن کام کو ممکن کر دکھایا۔

بلا خوف و تردید ان کی ذات گرامی کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ تفسیر مظہری کا اہتمام نہ فرماتے تو یہ علمی جواہر پارہ نہ جانے ابھی اور کتنی مدت دنیا سے علم سے محض رہتا۔ یہ قاری ہی کی ذات گرامی تھی جس نے اس تفسیر کو پردہ اخفا سے نکالا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی اشاعت کا کام پورا کر دکھایا۔ فخر اہل اللہ احسن الجزاء۔

تفسیر مظہری جو ”بہیقی وقت“ قاضی محمد شمس الدین پانی پتی (د م ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) کی لافا ہے اور جس کے بارے میں ابو حنیفہ دو راں علامہ انور شاہ کشمیری کا یہ کہنا ہے کہ:-
”اس جیسی تفسیر روئے زمین پر موجود نہیں ہے“

اور جس میں قرآن مجید کی تفسیر کے لئے حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم کلام، علم تاریخ، اجتہاد، و اشتقاق اور علوم تصوف کا حسن امتزاج ملتا ہے۔ دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی وسعت اس کی عربیت اور ہندوستان میں کتب عربیہ کی ناقدری کے باعث یہ تفسیر ایک طویل تک دنیا کے سامنے نہ آسکی۔

اس نیک کام کا بیڑا سب سے پہلے مولوی رکن الدین القادری نے بر اعانت مولوی مبارک الدین اور ۱۲۴ھ / ۱۸۵۶ء میں روگری کا غد پر تفسیر مظہری کی پہلی (سورۃ الفاتحہ - البقرہ) اور دوسری (سورۃ عمران اور النساء) شائع کر دی۔ یہ نادر الوجود نسخہ اس وقت پنجاب پبلک لائبریری اور جامعہ پنجاب میں محفوظ ہے۔ اسی شائع شدہ نسخے کو مشہور مستشرق برکلاں نے دیکھا تھا اور اسی کا اس نے

محققین نے ذکر کیا ہے۔ مگر افسوس کہ مولوی رکن الدین مرحوم اس سے آگے نہ بڑھ سکے۔
بعد ازاں سید محمد یامین میرٹھی نے مولوی عاشق الہی کے تعاون سے اپنے شہر میرٹھ سے تفسیر مظہری کی جلد سوم (المائدۃ تا التوبہ) شائع کی۔ اس طباعت میں نسبتاً بہتر کاغذ استعمال کیا گیا۔ مگر وہ بھی اس کام کو آگے نہ بڑھا سکے۔ ان کے صاحبزادے سید جمیل الدین نے اپنے والد گرامی کے کام کی تکمیل کی کوشش کی۔ اور اس سے اگلی جلد ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء میں چیمپ وٹنی سے شائع کر دی۔ مگر اس کی تکمیل وہ بھی نہ کر سکے۔

قاری ابو محمد محمدی الاسلام | اس سلسلے میں قدرت نے کامیابی کا تاج قاری ابو محمد محمدی الاسلام عثمانی کی کوشش اور کامیابی کے لئے مقدر کر رکھا تھا۔ چنانچہ وہی اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوئے انہیں اس کام کا خیال کیسے آیا؟ اس کی یا مین خود لکھتے ہیں۔

” دو سال قبل (۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) میں ایک کام کی غرض سے حیدر آباد (دکن) گیا۔ تو وہاں کے بعض عظیم دوست بزرگوں نے از خود اس تفسیر کی عدم اشاعت کی وجہ دریافت کی۔ میں نے یہی وجہ (قلت سرمایہ) ظاہر کی۔ کچھ دیر تبادلہ خیال ہو کر یہ ذکر موقوف ہو گیا۔ چند روز بعد جناب فخریہ جنگ بہادر مستند فنانس سرکار عالی نے مجھ سے دریافت کیا کہ اگر محکمہ اشاعت معلوم سرکار عالی کچھ جلدیں لے کر ایک رقم عطا کرے تو کیا یہ تفسیر طبع ہو سکتی ہے۔ میں نے اقرار کر لیا۔ جس پر نواب صاحب مدو ح نے اپنی جانب سے محکمہ امور مذاہبی میں اس تحریک کو پیش کر دیا۔ جو واپسی کے بعد بعض شرائط کے ساتھ منظور ہو گئی۔ الحمد للہ کہ ۲۱ علم کی دیرینہ آرزو پورا ہونے کا سامان ہو گیا۔“

قاری ابو محمد محمدی الاسلام عثمانی کے، تفسیر مظہری کے طباعتی اور اشاعتی کام کو ہم نین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ تصحیح مسودہ تیاری مبیضہ برائے پریس | پریس کے لئے مسودہ کی تیاری آسان کام نہیں ہے تفسیر مظہری کی طباعت میں مذکورہ تاخیر کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ طباعت کے لئے اس کا مسودہ تیار نہ تھا اور اس کی ضخامت اور قلمی نسخے کی زبوں حالی کے پیش نظر یہ ایک جان جو کھوں کا کام تھا۔ اس ضمن میں قاری صاحب کی کوششیں نہایت قابل قدر ہیں۔ انہوں نے پانی پت میں قاضی صاحب کے خاندان میں محفوظ اس قلمی نسخے سے مبیضہ تیار کیا جو بقول قاری صاحب کسی عربی قواعد سے نابلد کا تلب کا تحریک کردہ تھا۔ اور جس میں بے شمار غلط مروجہ تھیں۔

قاری صاحب نے اس قلمی نسخے پر نظر ثانی کر کے اس کی مدد سے ایک ایسا نسخہ تیار کیا جو بڑی حد تک غلط سے مبرا تھا۔ ان کا تیار کردہ یہ نسخہ تین مرتبہ اصل سے اور چوتھی مرتبہ حضرت مؤلف کے نبیرہ قاضی عبد السلام عثمانی کے مطالعہ کردہ نسخے سے موازنہ کر کے تیار کیا گیا تھا۔ پھر معنوی اعتبار سے بھی اس پر نظر ثانی کی گئی تھی۔ قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی اگرچہ اس قلمی نسخے سے تفسیر مظہری کی طباعت کا کام مکمل نہ کر سکے مگر بایں ہمہ اس امر کے قوی شواہد موجود ہیں کہ ”ندوة المصنفین“ کے ہاں سے طبع ہونے والی بقیہ جلدوں کا مسودہ بھی انہی کا تیار کردہ تھا۔

ب۔ تین جلدوں کی طباعت | بعد ازاں انہوں نے اعلیٰ معیار پر مجلس اشاعت اسلام حیدر آباد (دکن) کی مدد سے تین جلدیں (۱۳۵۴ھ) طبع کر دیں۔ جن کی طباعت میں انہوں نے کئی باتوں کا بطور خاص التزام فرمایا۔ اندرونی سرورق پر مفسر علام کے مختصر حالات زندگی اور علمی القاب کا اندراج کیا گیا۔ مذکورہ تین جلدوں میں سے اول الذکر دونوں جلدوں پر طباعت کی کوئی تاریخ درج نہیں۔ تاہم تیسری اور پانچویں جلد پر سن طباعت ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۴ء درج ہے۔ جس سے متبادر ہوتا ہے کہ اول الذکر دونوں جلدیں ۱۳۵۵ھ میں طبع ہوئی ہوں گی۔

قاری ابو محمد محی الاسلام کا اس ضمن میں تیسرا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے تفسیر مظہری میں درج نہ صرف ”قرأت عشرہ“ پر نظر ثانی کی بلکہ اس سلسلے میں مفید حواشی بھی قلم بند کئے۔ قاضی صاحب نے قرأت عشرہ کی تسوید و کتابت میں جہاں کہیں کوئی بات خلاف واقعہ ان کو نظر آئی، قاری صاحب نے حواشی میں اس کی تصحیح فرمادی۔ اس طرح تفسیر مظہری ”قرأت عشرہ“ پر ایک جامع کتاب کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ قرأت عشرہ کا یہ التزام کسی اور تفسیر میں نظر نہیں آتا۔

جب تک دنیا میں تفسیر مظہری اور پانی پتی طریقہ تدریس قرآن ”زندہ ہے“ قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی کا نام بھی زندہ و جاوید رہے گا۔

تالیف: مولانا عبد القیوم حقانی
امام اعظم ابو حنیفہ کے حیرت انگیز واقعات
 ضخامت: ۲۷۲ صفحات
 قیمت: ۶۰ روپے

اردو کی سب سے پہلی اور کامیاب کاوش، فکر و نظر، علم و عمل، تاریخ و تذکرہ، فتنہ و قانون، اخلاص و للہیت، طہارت و تقویٰ، سیاست و اجتماعیت، جذبہ اصلاح، انقلاب امت، تبلیغ و اشاعت دین، تعلیم و تدریس، غرض ہر جہت جامع اور نفع بخش

مؤثر المصنفین — دارالعلوم حثانیہ — اکوڑہ ٹھٹک — پشاور